قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران ٧٤)

روزنامہ

# الفضل لندن

مدیر۔ابو سعید

Online Edition

بدھ 19 اگست 2020ء | 29 ذوالحجہ 1441ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:196

## فرمان رسول ﷺ

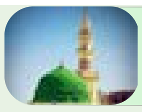

حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو شخصوں کے سوا کسی پر رشک نہیں کرنا چاہئے۔ ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے اسے راہ حق میں خرچ کر دیا۔ دوسرے وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے سمجھ، دانائی اور علم وحکمت دی جس کی مدد سے وہ لوگوں کے فیصلے کرتا ہے اور لوگوں کو سکھاتا بھی ہے۔

(بخاری کتاب الزکوٰۃ باب انفاق المال فی حق)

ایک روایت میں آتا ہے، عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: بخل سے بچو! یہ بخل ہی ہے جس نے پہلی (قوموں) کو ہلاک کیا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۱۹۱ مطبوعہ بیروت)

## حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

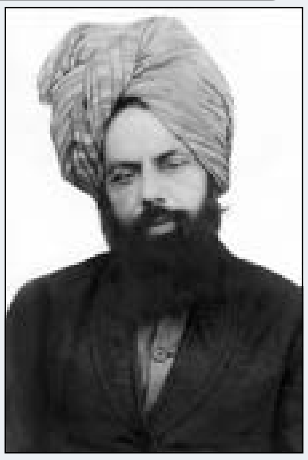

’’پانچواں وسیلہ اصل مقصود کے پانے کے لئے خدا تعالیٰ نے مجاہدہ ٹھیرایا ہے یعنی اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے ذریعہ سے اور اپنی طاقتوں کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے ذریعہ سے اور اپنی جان کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے ذریعہ سے اور اپنی عقل کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے ذریعہ سے اس کو ڈھونڈا جائے جیسا کہ وہ فرماتا ہے...... اپنے مالوں اور اپنی جانوں اور اپنے نفسوں کو مع ان کی تمام طاقتوں کے خدا کی راہ میں خرچ کرو اور جو کچھ ہم نے عقل اور علم اور فہم اور ہنر وغیرہ تم کو دیا ہے وہ سب کچھ خدا کی راہ میں لگاؤ۔ جو لوگ ہماری راہ میں ہر ایک طور سے کوشش بجا لاتے ہیں ہم ان کو اپنی راہیں دکھا دیا کرتے ہیں۔‘‘

(اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۴۱۸، ۴۱۹)

پھر فرمایا:

’’میرے پیارے دوستو! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے خدائے تعالیٰ نے سچا جوش آپ لوگوں کی ہمدردی کے لئے بخشا ہے اور ایک سچی معرفت آپ صاحبوں کی زیادت ایمان وعرفان کے لئے مجھے عطا کی گئی ہے اس معرفت کی آپ کو اور آپ کی ذرّیت کو نہایت ضرورت ہے۔ سو میں اس لئے مستعد کھڑا ہوں کہ آپ لوگ اپنے اموال طیّبہ سے اپنے دینی مہمات کے لئے مدد دیں اور ہر یک شخص جہاں تک خدائے تعالیٰ نے اس کو وسعت وطاقت ومقدرت دی ہے اس راہ میں دریغ نہ کرے اور اللہ اور رسول سے اپنے اموال کو مقدّم نہ سمجھے اور پھر میں جہاں تک میرے امکان میں ہے تالیفات کے ذریعہ سے اُن علوم اور برکات کو ایشیا اور یورپ کے ملکوں میں پھیلاؤں جو خدا تعالیٰ کی پاک روح نے مجھے دی ہیں۔‘‘

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۱۶)

## ارشادِ باری تعالیٰ

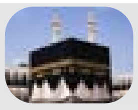

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۚ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ (آل عمران ۹۳)

ترجمہ: تم ہرگز نیکی کو پا نہیں سکو گے یہاں تک کہ تم اُن چیزوں میں سے خرچ کرو جن سے تم محبت کرتے ہو اور تم جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو تو یقیناً اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔

## فرمانِ خلیفۂ وقت

الحمد للہ! کہ آج جماعت میں ایسے لاکھوں افراد مل جاتے ہیں جو بخل تو علیحدہ بات ہے اپنے اوپر تنگی وارد کرتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیتے ہیں۔ اور بخل کو کبھی بھی اپنے اوپر حاوی نہیں ہونے دیتے۔

پھر فرمایا:۔

آج اس طرح خزانے جمع کروانے کا کسی کو ادراک ہے، شعور ہے تو صرف احمدی کو ہے۔ وہ جو اللہ تعالیٰ کی اس تعلیم کو سمجھتا ہے کہ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ (البقرہ: ۲۷۳) تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اللہ میاں کے دینے کے بھی کیا طریقے ہیں کہ جو اچھا مال بھی تم اس کی راہ میں خرچ کرو گے وہ تمہیں پورا پورا لوٹائے گا۔ بلکہ دوسری جگہ فرمایا کہ کئی گنا بڑھا کر لوٹایا جائے گا۔ تم سمجھتے ہو کہ پتہ نہیں اس کا بدلہ ملے بھی کہ نہ ملے۔ فرمایا اس کا بدلہ تمہیں ضرور ملے گا بلکہ اس وقت ملے گا جب تمہیں اس کی ضرورت سب سے زیادہ ہو گی، تم اس کے سب سے زیادہ محتاج ہو گے۔ اس لئے یہ وہم دل سے نکال دو کہ تم پر کوئی ظلم ہو گا۔ ہرگز ہرگز تم پر کوئی ظلم نہیں ہو گا۔

(خطبہ جمعہ مورخہ 9 جنوری 2004ء بمطابق ۹ صلح ۱۳۸۳ ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن لندن)

## اس شمارہ میں


- راضی خدا تھا ان سے (منظوم)
- اسلامی کیلنڈر کے سال نو کا آغاز اور ہماری ذمہ داریاں
- حوادث طبعی یا عذاب الٰہی
- پیشگوئیوں کے اصول

## دربارِ خلافت

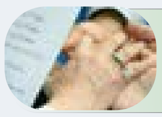

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نصیحت فرمائی:۔

### شادیوں پر کھانے کا ضیاع نہ کریں

اسی طرح بعض صاحب حیثیت جو ہیں وہ اپنی شادیوں پر بلاوجہ کھانوں کا ضیاع کر رہے ہوتے ہیں۔ آٹھ دس قسم کے سالن تیار کئے ہوتے ہیں جو کھائے تو جاتے نہیں، ضائع ہو رہے ہوتے ہیں۔ ان میں بہت سے یہاں یورپ سے جانے والے بھی شامل ہیں جو جا کر اپنی شادیاں کرتے ہیں یا اپنے عزیزوں کی شادیاں کرتے ہیں دکھاوے کی خاطر کہ ہم یورپ سے آ رہے ہیں۔ اور بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ وہ کھانا پھر بچ جاتا ہے وہ غریبوں میں بھی تقسیم نہیں ہوسکتا کہ چلو کسی غریب کے کام آ جائے تب بھی کوئی بات ہے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ اگر اتنی کشائش ہے کہ اتنے کھانے پکا سکتے ہیں اور خرچ بھی کر سکتے ہیں تو جیسا کہ مَیں نے کہا تھا غریبوں کی شادیوں پر خرچ کرنے کے لئے چندہ دے دیں۔

### احساس کمتری کا شکار نہ ہوں

پھر عام طور پر غیر معمولی سجاوٹیں کی جاتی ہیں اس کے لئے کوشش ہو رہی ہوتی ہے۔ بعض لوگ ربوہ میں شادی کرنے والے اس احساس کمتری کا شکار ہوتے ہیں۔ یہاں سے، باہر سے جانے والے بھی اور ربوہ کے رہنے والے بھی شاید ہوں، رہنے والوں کے پاس تو کم ہی پیسہ ہوتا ہے اس لئے وہ تو اس طرح نہیں کرتے ایک آدھ کے علاوہ، کہ شادی کا انتظام کرنے کے لئے جو لوگ موجود ہیں، جو کاروبار کرتے ہیں ان سے کام کروانے کی بجائے یا ان سے کھانے پکوانے کی بجائے، باہر سے، لاہور وغیرہ سے منگوائے جاتے ہیں کہ زیادہ اعلیٰ انتظام ہو گا۔ ٹھیک ہے ہر ایک کی اپنی اپنی پسند ہے اس کے مطابق کریں۔ لیکن کسی احساس کمتری کے تحت یہ کام نہیں ہونا چاہئے۔ احمدی میں اس قسم کا دکھاوے کے لئے احساس کمتری بالکل نہیں ہونا چاہئے بلکہ کسی قسم کا بھی احساس کمتری نہیں ہونا چاہئے۔ یہی طوق ہیں جو گردنوں کو جکڑے ہوئے ہیں۔

### ربوہ کے کاروباری حضرات کے لئے ارشادات

دوسرے یہ بھی ہے کہ ربوہ میں جو شادی بیاہ کے انتظامات کا کام کرنے والے ہیں۔ ان کا بھی خیال رکھنا چاہئے اب وہاں تمام سہولتیں میسر ہیں۔ ربوہ میں جو لوگ اس کاروبار میں بیٹھے ہوئے ہیں یا اور دوسرے جو کاروباری لوگ ہیں ان کی مدد کرنی چاہئے۔ چھوٹا سا ایک شہر ہے۔ وہاں یہ کاروباری لوگ اس سہولت کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں تاکہ احمدیوں کو سہولت میسر آ جائے تو احمدی کو بہرحال احمدی کا خیال رکھنا چاہئے۔ اور یہ جو کاروباری لوگ ہیں ربوہ میں، ان کو بھی میں یہ کہتا ہوں کہ اپنی چیزوں کے اعلیٰ معیار قائم کریں۔ اپنی سروسز کے اعلیٰ معیار قائم کریں تاکہ کسی قسم کی کمی نہ رہے ان کا بھی دوسروں سے مقابلہ ہونا چاہئے۔ اپنی قیمتوں کو بھی مناسب رکھیں تاکہ یہ شکوہ نہ ہو کہ زیادہ قیمتیں لیتے ہیں اس لئے ہم نے کام نہیں کروایا۔ تو یہی کاروبار کا گر ہے۔ حضرت مصلح موعود نے جب ربوہ قائم فرمایا، بنیاد ڈالی، تو اس وقت جو دکانداروں کو نصیحت فرمائی تھی وہ بھی یہی تھی کہ ایک تو اشیاء کے معیار اچھے رکھو دوسرے کم سے کم منافع لو۔ کاروبار اس سے چمکے گا۔ کاروبار کسی دھوکے سے کامیاب نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو توفیق دے کہ اس کے مطابق عمل کریں۔......

(خطبہ جمعہ فرمودہ 25 نومبر 2005ء) (الفضل انٹرنیشنل 16تا22دسمبر 2005ء)

## آج کی دعا

رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا:

’’کہ جو شخص اس سورۃ (الکھف) کی پہلی دس آیات اور آخری آیات کی تلاوت کیا کرے گا وہ دجّال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا‘‘۔

(سنن داؤد حدیث نمبر 4323)

یہ پیارے رسولِ کریم حضرت محمد ﷺ کی فتنہ دجّال سے حفاظتِ الٰہی کی دعا ہے۔

پیارے امام سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایَّدہُ اللہ تعالیٰ بنصرِہ العزیز نے جماعت کو بالخصوص واقفینِ نو بچوں کو یہ آیاتِ مبارکہ پڑھنے کی تحریک فرمائی ہے۔

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)

## راضی خدا تھا ان سے

(کلام حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ)

اے قوم احمدی تُو ذرا غور سے تو دیکھ
دینِ خدا کے واسطے تُو نے ہے کیا کِیا
ہے دعویٰ وراثت اصحابِ مصطفیٰ ؐ
ان کی طرح بتا تو سہی تُو نے کیا کِیا
کن کن مصیبتوں میں وہ ثابت قدم رہے
کچھ یاد ہے تمہیں جو صحابہ نے تھا کِیا
چُھوٹا وطن عزیز چُھٹے ہمنشیں چُھٹے
کفار نے ہر عیش کو ان کے فنا کِیا
لُوٹے گئے ، شہید ہوئے ، راہِ دیں میں
سب جان و مال اپنا خدا پر فِدا کیا
پرکھا انہیں خدا نے ہزاروں طریق سے
لیکن انہوں نے حقِ محبت ادا کیا
پروانہ تھے وہ شمع صداقت کے واسطے
فرحاں تھی روح گو تنِ خاکی جلا کِیا
ہر امتحاں کے وقت وہ ثابت قدم رہے
بڑھ بڑھ کے اپنی جاں کو قرباں سدا کِیا
راضی خدا تھا ان سے وہ اس کی رضا پہ خوش
ان عاشقوں نے نفس کو ایسا فنا کِیا
اب اپنا اور ان کا تقابل ذرا کرو
کیا کیا وہ کر گئے ہیں مگر تم نے کیا کِیا
وہ کتنے ملک ہیں جنہیں تبلیغ تم نے کی
کتنے دلوں کو شرک سے تم نے رہا کِیا
اسلام کی اشاعتِ کامل کے فرض کو
تمہی کہو کہ تم نے کہاں تک ادا کیا
کتنوں نے دین کے لئے دنیا نثار کی
کتنوں نے جان و مال کو وقفِ خدا کیا
جو مال دے گئے تھے مسیحِ محمدیؐ
کس کس کو تم نے وہ زرِ خالص عطا کیا
حصہ لیا ہے تم نے جو تبلیغِ دین میں
اعلان حق جو تم نے بابانگ درا کیا

(الفضل انٹرنیشنل جلد 19 شمارہ 10 09-مارچ 2012ء)

اداریہ

# اسلامی کیلنڈر کے سال نو کا آغاز اور ہماری ذمہ داریاں

وقت کو مختلف اکائیوں (یعنی سیکنڈز، منٹ، گھنٹے، ہفتے، مہینے) میں تقسیم کے حساب کتاب رکھنے کو جنتری، تقویم اور کیلنڈرز کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ دنیا میں بسنے والی مختلف قومیتوں، تہذیبوں، مذاہب اور ملکوں میں مختلف ناموں سے کیلنڈرز جاری ہیں۔ وکی پیڈیا (Wikipedia) کے مطابق ان کی تعداد 86 ہے۔ ان میں سے اہم ترین رائج الوقت کیلنڈر گریگورین (Gregorian) یعنی عیسوی کیلنڈر کہلاتا ہے جس کا انحصار سورج پر ہے اس لیے اِسے Solar Calender بھی کہا جاتا ہے۔ اس کا آغاز جنوری سے ہوتا ہے اور دسمبر اس کا آخری مہینہ ہے۔ ساری دنیا میں اس کا آغاز بہت دھوم دھام اور آب و تاب سے منایا جاتا ہے۔ ماہرین آثار قدیمہ کے نزدیک سب سے پُرانا کیلنڈر سکاٹ لینڈ کے آبرڈین شائر (Aberdeenshire) سے آج سے 10 ہزار سال قبل ملا تھا جو قمری کیلنڈر تھا اور پتھر کے زمانے کے انسان نے اسے بنایا تھا۔ اس کے علاوہ جو کیلنڈرز دنیا میں پائے جاتے ہیں ان میں اہم ترین یا مشہور و معروف کیلنڈرز یہ ہیں:

مصری کیلنڈر، جولین کیلنڈر، ہیبرو (Hebrew) یعنی عبرانی کیلنڈر، ایرانین مسلم کیلنڈر (اس کو پرشین یا سولر ہجری کیلنڈر بھی کہا جاتا ہے)، ہجری قمری کیلنڈر، بدھسٹ کیلنڈر، جاپانی کیلنڈر، چائنیز کیلنڈر، ایتھوپین کیلنڈر، انڈونیشیا کے بعض جزائر جیسے Bali میں Pawukon Calender رائج ہیں اور ہجری شمسی کیلنڈر جو حضرت مصلح موعودؓ نے ایجاد فرمایا۔ ان کیلنڈرز کا آغاز سال کے مختلف وقتوں میں ہوتا ہے اور اس کے مہینوں اور دنوں کی تعداد بھی مختلف ہے۔

اوپر بیان کردہ اور دیگر 86 میں سے معروف و مشہور کیلنڈرز کا زیادہ تر انحصار چاند کی شکلوں پر ہے۔ ان میں ایک اسلامی کیلنڈر ہے جو ہجری قمری کیلنڈر کہلاتا ہے جس کا آغاز چند دنوں تک ہونے والا ہے۔ اسلامی سال کے پہلے مہینے کا نام محرّم ہے جس میں حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تھے۔

اسلامی سال کا آغاز سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوا اور اس تقویم کا آغاز بھی بہت دلچسپ ہے۔ میمون بن مہرانؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروقؓ کے سامنے خط پیش ہوا۔ جس پر شعبان درج تھا۔ آپؓ نے دریافت فرمایا کہ کون سا شعبان؟ سال گذشتہ کا یا سال رواں کا؟ اور فرمایا سن کی تعیین کرو تا کہ لوگوں کو معلوم ہو۔ (فتح الباری جلد 7 صفحہ 268)

بعض اور تاریخی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یمن کے گورنر حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے حضرت عمر فاروقؓ کو لکھا کہ آپ کی طرف سے ایسی دستاویزات یا خطوط یا حکم نامے ملتے ہیں جن پر تاریخ درج نہیں ہوتی۔ آپؓ نے صحابہ کو اکٹھا کر کے مشورہ طلب فرمایا مختلف تجاویز سامنے آئیں۔ حضرت عثمان غنیؓ کی محرم الحرام سے سال کے آغاز کی تجویز پر حضرت عمرؓ اور دیگر اکابر صحابہ نے اتفاق کر لیا اور یوں یہ سال کا پہلا مہینہ قرار پایا۔ قبل اس کے کہ میں سال نو کی ذمہ داریوں کی طرف آؤں۔ ان کیلنڈرز کی تشکیل دینے کے مقاصد بھی بیان کر دوں۔ گو اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کیلنڈرز اور تقاویم کا ایک اہم مقصد تواریخ اور دیگر اہم امور کا حساب کتاب رکھنا ہے لیکن اس سے بھی انکار نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دنوں، سالوں، مہینوں کی جو تقسیم کی ہے یا انسان نے اپنے خالق سے رہنمائی پا کر جو مختلف تقاویم تیار کی ہیں ان میں انسان کے لیے سب سے اہم اور بڑا سبق ''محاسبہ'' کا ہے۔ جو لمحہ بھی گزرے اس پر اپنے خالق حقیقی کا شکر بجالایا جائے اور آئندہ کے لئے بہتر زندگی گزارنے کے اسلوب بھی سیکھے جائیں اور نئے عزم، نئے ولولہ اور نئے عہد و پیمان کے ساتھ آگے بڑھا جائے تا زندگی کی سابقہ غلطیاں، کوتاہیاں اور کمزوریاں زندگی کا دوبارہ حصہ نہ بن پائیں۔ اسی لیے حدیث میں آتا ہے کہ ہمارے بہت ہی پیارے رسول حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفی ﷺ ہر رات بستر پر جانے سے قبل اپنا محاسبہ فرمایا کرتے تھے کہ میں آج کون کون سے اعمال بجالایا ہوں اور اسے کس طرح بہتر کیا جاسکتا ہے۔

ان اوقات کی تقسیم میں ایک اہم موڑ سال کا آغاز ہوتا ہے۔ جیسا کہ خاکسار پہلے لکھ آیا ہے کہ رائج الوقت عیسوی کیلنڈر کا آغاز غیر تو بہت دھوم دھام سے کرتے ہیں اور ہم احمدی نئے سال میں قدم دعاؤں، سجود، عبادات، نوافل، صدقات اور نئے عہد و پیمان سے رکھتے ہیں اور حضرت خلیفۃ المسیح سال کے پہلے خطبہ میں احباب جماعت کو سال نو کی مبارکباد دے کر بعض اہم امور کی طرف توجہ دلاتے ہیں جو گاہے گاہے مقررین دوران سال اپنی تقاریر میں اور مصنفین اپنی تحاریر میں ذکر کر کے قارئین کو توجہ دلاتے رہتے ہیں۔

چونکہ ہم احمدی مسلمان ہیں اور ہم اپنے پیارے رسول حضرت محمد مصطفی ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنا نہ صرف اپنا فرض سمجھتے ہیں بلکہ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش بھی کرتے ہیں کیونکہ ہمیں تو سیدنا حضرت محمد مصطفی ﷺ کا پیغام ان الفاظ میں ملتا ہے:

قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ (آل عمران: 32)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے:

اگر تم اللہ کے محبوب بننا چاہتے ہو (جیسا کہ میں اللہ کا محبوب بنا ہوں) تو تم میری چال چلو پوری پوری تو تم بھی اللہ کے محبوب بن جاؤ گے۔

آنحضور ﷺ کے صحابہؓ تو آپؐ کے نقش پا کو follow کیا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ ایک دفعہ سفر پر جا رہے تھے۔ آپ قافلہ سے الگ ہو کر ایک طرف ہو کر اس طرح بیٹھ گئے جیسے رفع حاجت کے لئے بیٹھے ہوں۔ کسی کے دریافت کرنے پر فرمایا کہ میں آقا و مولا حضرت محمد مصطفی ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھا تو آنحضور ﷺ نے اس جگہ رفع حاجت کے لئے بیٹھے تھے۔ مجھے وہ واقعہ یاد آ گیا۔ گو مجھے حاجت نہ تھی مگر محبت رسولؐ نے مجھے ایسا کرنے پر مجبور کر دیا۔

پس اب اسلامی سال کا آغاز محاسبہ نفس کرنے کا اہم موقع فراہم کر رہا ہے۔ ہمیں اپنے سابقہ اعمال کا محاسبہ کرتے ہوئے نئے ارادوں کے ساتھ نئے عزم اور نئے عہد کے ساتھ اس نئے سال میں داخل ہونا ہے۔ نئے اسلامی سال کا آغاز ذی الحجہ کے مہینہ کے بعد ہوتا ہے۔ جس میں حج اور عید الاضحیہ کے اسلامی واقعات آتے ہیں اور جن کو توفیق ملتی ہے وہ مکہ مکرمہ جا کر حج کے مناسک بجالاتے ہیں اور باقی مسلمان عید الاضحیہ منا کر اور صاحب استطاعت حضرت ابراہیم وحضرت اسماعیل علیہم السلام کی یاد میں قربانیاں کر کے نئے سال میں داخل ہوتے ہیں اس موقع پر قربانی کے اس فلسفہ کو ذہن نشین رکھتے ہوئے نئے سال میں داخل ہوں۔ اللہ، اس کے رسولؐ، اس کے آخری مذہب اسلام، اس کی آخری کتاب قرآن کریم کی اشاعت کی خاطر قربانی کے جذبے سے سرشار رہتے ہوئے نئے سال میں داخل ہوں۔ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ ط اَللّٰہُ اَکۡبَرُ ط لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ ط اَللّٰہُ اَکۡبَرُ ط وَلِلّٰہِ الۡحَمۡدُ کہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی کبریت اور واحدانیت ظاہر کریں اور لَبَّیۡكَ اللّٰھُمَّ لَبَّیۡكَ لَبَّیۡكَ لَا شَرِیۡكَ لَكَ لَبَّیۡكَ إِنَّ الۡحَمۡدَ وَالنِّعۡمَةَ لَكَ وَالۡمُلۡكَ لَا شَرِیۡكَ لَكَ کا اعلان کرتے ہوئے ہر وقت اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر رہنے کا عزم کریں۔ جس طرح جانور کو تیز چھری کے ساتھ ذبح کیا جاتا ہے اسی طرح اپنے جذبات اور غیر اسلامی رسومات کو تازہ دم ارادوں اور جذبات کے ساتھ ختم کرتے ہوئے نئے سال میں داخل ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس نئے اسلامی سال 1442ھ کو ہر لحاظ سے ہمارے لئے، تمام احباب جماعت اور امت مسلمہ کے لیے مبارک کرے۔ رحمتوں، برکتوں اور حصول افضال کا سال بنا دے۔ ہم پہلے سے بڑھ کر اللہ والے بن جائیں۔ ہم پہلے سے بڑھ کر اپنے پیارے رسولؐ سے پیار کرنے والے بن جائیں۔ آپؐ کے ارشادات کو حرز جان بنا لیں۔ ہم پہلے سے بڑھ کر قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں اور ہم پہلے سے بڑھ کر قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں اور ہم پہلے سے بڑھ کر نعمت خداوندی ''خلافت'' کی حفاظت کرنے والے ہوں۔ خلیفۃ المسیح کی ہر بات کو سینے سے لگانے والے ہوں۔ آمین

ادارہ کی طرف سے تمام قارئین کو سال نو کی مبارک باد ہو۔ اس موقع پر خاکسار حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات قارئین کے سامنے رکھنا چاہتا ہے جن میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے عیسوی سال کے آغاز پر مبارک باد دیتے ہوئے احباب جماعت کو ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''ہم ہر سال کی مبارک باد ایک دوسرے کو دیتے ہیں لیکن ایک مومن کے لئے سال اور دن اس صورت میں مبارک ہوتے ہیں جب اس کی توبہ کی قبولیت کا باعث بن رہے ہوں اور اس کی روحانی ترقی کا باعث بن رہے ہوں، اس کی مغفرت کا باعث بن رہے ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ایک جگہ فرمایا ہے کہ اصل عید اور خوشی کا دن اور مبارک دن وہ ہوتا ہے جو انسان کی توبہ کا دن ہوتا ہے۔ اس کی مغفرت اور بخشش کا دن ہوتا ہے۔ جو انسان کی روحانی منازل کی طرف نشان دہی کروانے کا دن ہوتا ہے۔ جو دن ایک انسان کو روحانی ترقی کے راستوں کی طرف رہنمائی کرنے والا دن ہوتا ہے۔ جو دن حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ دلانے والا دن ہوتا ہے۔ جو دن اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے اپنی تمام تر صلاحیتوں اور استعدادوں کو بروئے کار لانے کی طرف توجہ دلانے والا دن ہوتا ہے۔ جو دن اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کے لیے عملی کوششوں کا دن ہوتا ہے۔ پس ہمارے سال اور دن اُس صورت میں ہمارے لیے مبارک بنیں گے جب ان مقاصد کے حصول کے لیے ہم خالص ہو کر، اللہ تعالیٰ کی مدد مانگتے ہوئے، اس کے آگے جھکیں گے۔ اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔''

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ یکم جنوری 2010ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 22 جنوری 2010ء)

بقیہ صفحہ 5 پر

# حوادث طبعی یا عذاب الٰہی

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ)

(قسط نہم۔آخری)

آخر پر آج کے متلاشی حق کے لئے ہم تحقیق کی ایک یہ راہ بھی تجویز کرتے ہیں کہ اس زمانہ میں احمدیت کے لٹریچر اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں جن احمدی بزرگان اور علماء کا ذکر آتا ہے ان کی فہرست تیار کر کے ان کے حالات زندگی جب وہ تتبع کرے گا تو کسی کو طاعونی موت کا شکار نہ پائے گا۔ لیکن اس کے برعکس معاندین احمدیت کی فہرست تیار کر کے اگر وہ اس کسوٹی پر ان کو پرکھے گا تو یہ دیکھ کر یقیناً حیران رہ جائے گا کہ ان میں سے متعدد معروف معاندین مرض طاعون کا شکار ہوگئے بلکہ بعض تو اپنے غیر معمولی حالات میں طاعون کا شکار ہوئے کہ جماعت احمدیہ کے لئے ان کی موت میں تقویت ایمان اور غیروں کے لئے غیرت کا سامان تھا۔ قادیان کے ان آریہ اخبار نویسیوں کا ذکر گزر چکا ہے جنہوں نے حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے دعوے کا مذاق اڑاتے ہوئے طاعون کے متعلق تعلّی کی تھی۔ اب چند اور معاندین احمدیت کی فہرست بطور مثال پیش کی جاتی ہے۔

1۔ سب سے پہلے مولوی رسل بابا باشندہ امرتسر ذکر کے لائق ہے۔ جس نے میرے رد میں کتاب لکھی اور بہت سخت زبانی دکھائی .... آخر خدا کے وعدہ کے طاعون سے ہلاک ہوا۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 236)

2۔ محمد بخش نام جو ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ تھا عداوت اور ایذاء رسانی پر کمر بستہ ہوا وہ بھی طاعون سے ہلاک ہوا۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 236)

3۔ چراغ دین نام ساکن جموں اٹھا جو رسول ہونے کا دعویٰ کرتا تھا جس نے میرا نام دجال رکھا اور کہتا تھا حضرت عیسیٰ نے مجھے عصا دیا ہے تا میں عیسیٰ کے عصا سے اس دجال کو ہلاک کروں۔ سو وہ بھی میری پیشگوئی کے مطابق 4۔ اپریل 1906ء کو مع اپنے دونوں بیٹوں کے طاعون سے ہلاک ہوگیا۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 126)

4۔ نور احمد موضع بھڑی چٹھہ تحصیل حافظ آباد کا باشندہ تھا ........ وہ بول اٹھا کہ طاعون ہمیں نہیں چھوئے گی بلکہ یہ طاعون مرزا صاحب کو ہلاک کرنے کے لئے آئی ہے اور اس کا اثر ہم پر ہرگز نہیں ہو گا مرزا صاحب پر ہی ہو گا ....... ایک ہفتہ کے بعد ......... نور احمد طاعون سے مرگئے۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 237)

5۔ میاں معراج دین صاحب لاہور سے لکھتے ہیں کہ مولوی زین العابدین جو مولوی فاضل اور منشی فاضل کے امتحانات پاس کردہ تھا ......... انجمن حمایت اسلام لاہور کا ایک مقرب مدرس تھا۔ اس نے حضور کے صدق کے بارہ میں مولوی محمد علی سیالکوٹی سے کشمیری بازار میں ایک دکان پر کھڑے ہو کر مباہلہ کیا۔ پھر تھوڑے دنوں کے بعد مرض طاعون سے مرگیا اور نہ صرف وہ بلکہ اس کی بیوی بھی طاعون سے مرگئی اور اس کا داماد بھی جو محکمہ اکاؤنٹنٹ جنرل میں ملازم تھا طاعون سے مرگیا۔ اس طرح اس کے گھر کے سترہ آدمی مباہلہ کے بعد طاعون سے ہلاک ہوگئے۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 237-238)

6۔ میاں معراج دین لکھتے ہیں کہ ......... ایسا ہی کریم بخش نام لاہور میں ایک ٹھیکیدار تھا وہ سخت بے ادبی اور گستاخی حضور کے حق میں کرتا تھا اور اکثر کرتا ہی رہتا تھا۔ میں نے کئی دفعہ اس کو سمجھایا مگر وہ باز نہ آیا۔ آخر جوانی میں ہی شکار موت ہوا۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 237-238)

7۔ سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ حافظ سلطان سیالکوٹی حضور کا سخت مخالف تھا۔ یہ وہی شخص تھا جس نے ارادہ کیا تھا کہ سیالکوٹ میں آپ کی سواری گزرنے پر آپ پر راکھ ڈالے آخر وہ سخت طاعون سے اسی 1906ء میں ہلاک ہوا اور اس کے گھر کے نو یا دس آدمی بھی طاعون سے ہلاک ہوئے۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 238)

8۔ حکیم محمد شفیع (سیالکوٹ) جو بیعت کر کے مرتد ہوگیا تھا جس نے مدرسۃ القرآن کی بنیاد ڈالی تھی آپ کا سخت مخالف تھا ......... آخر وہ بھی طاعون کا شکار ہوا اور اس کی بیوی اور اس کی والدہ اور اس کا بھائی سب یکے بعد دیگرے طاعون سے مرے اور اس کے مدرسے کو جو لوگ امداد دیتے تھے وہ بھی ہلاک ہوگئے۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 238)

9۔ مرزا سردار بیگ سیالکوٹی جو اپنی گندہ زبانی اور شوخی میں بہت بڑھ گیا تھا ......... وہ بھی سخت طاعون میں گرفتار ہو کر ہلاک ہوا اور ایک دن اس نے شوخی سے جماعت احمدیہ کے ایک فرد کو کہا کہ کیوں طاعون طاعون کرتے ہو ہم تو تب جانیں کہ ہمیں طاعون ہو پس اس سے دو دن بعد طاعون سے مرگیا۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 238)

10۔ مولوی محمد ابوالحسن نے حضرت اقدسؑ کے خلاف کتاب ''بجلی آسمانی بر سر دجال قادیانی'' لکھی جس میں کئی مقامات پر کاذب کی موت کے لئے بد دعا کی اور جلد ہی طاعون سے مرگیا ........... دیکھنے والوں نے بیان کیا ہے کہ انیس دن پلیگ میں مبتلا رہ کر چیخیں مارتے رہے اور نہایت دردناک حالت میں جان دی۔

(تاریخ احمدیت جلد دوم، صفحہ 480)

11۔ ابوالحسن عبدالکریم نام نے جب اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن شائع کرنا چاہا تو وہ بھی طاعون کا شکار ہوگیا۔

(تاریخ احمدیت جلد دوم، صفحہ 480)

12۔ ایک شخص فقیر مرزا دوالمیال ضلع جہلم کا رہنے والا تھا اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف بہت کچھ بد زبانی کر کے تحریری پیش گوئی کہ ''میرزا غلام احمد صاحب کا سلسلہ 27رمضان المبارک 1321ھ تک ٹوٹ پھوٹ جاوے گا اور بڑی بڑی سخت درجہ کی ذلت وارد ہوگی جسے تمام دنیا دیکھے گی''۔ یہ پیشگوئی 7رمضان کو لکھی گئی تھی سو اگلے سال جب دوسرا رمضان آیا تو اس کے محلہ میں طاعون نمودار ہوگئی۔ پہلے اس کی بیوی اور پھر خود فقیر مرزا سخت طاعون میں مبتلا ہوگیا۔ آخر پورے ایک سال بعد عین 7 رمضان کو بتاریخ 14نومبر 1904ء ناکامی و نامرادی کا منہ دیکھتے ہوئے اٹھ گیا۔

(تاریخ احمدیت جلد دوم، صفحہ 480)

13۔ ایک شخص عبدالقادر نام ساکن طالب پور پنڈوری ضلع گورداسپور میں رہتا تھا ....... اس کو مجھ سے سخت عناد اور بغض تھا اور ہمیشہ مجھے گندی گالیاں دیتا تھا پھر جب اس کی گندہ زبانی انتہا تک پہنچ گئی تب اس نے مباہلہ کے طور پر ایک نظم لکھی ......... جس میں اس نے سخت سے سخت فسق و فجور کی باتیں میری طرف منسوب کی ہیں ......... ایسا ہی خدا نے جلد تر انصاف کر دیا اور ان شعروں کے لکھنے کے چند روز بعد یعنی بعد تصنیف ان شعروں کے وہ شخص یعنی عبدالقادر طاعون سے ہلاک ہوگیا۔ مجھے اس کے ایک شاگرد کے ذریعہ سے یہ دستخطی تحریر اس کی مل گئی اور نہ وہ صرف اکیلا طاعون سے ہلاک ہوا بلکہ اور بھی اس کے بعض عزیز طاعون سے مرگئے۔ ایک داماد بھی مر گیا۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 482-484)

14۔ یہاں مد پر طاعون کے حملہ کا ذکر بھی خالی از دلچسپی نہ ہو گا۔ مد کے رہنے والوں نے چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب کو خود بلوا کر گالیاں دلوائیں اور ان کو شرارت سے باز رکھنے کی کوشش نہیں کی تھی اس لئے پانچ چھ ماہ بعد یہاں طاعون کا سخت حملہ ہوا اور دواڑھائی سو کی آبادی میں سے مئی 1903ء تک ایک سو تیس افراد اس کا شکار ہو کر لقمہ اجل ہوگئے۔ 1910ء میں دوبارہ مد میں طاعون کا زور ہوا اور گاؤں کی عورتوں نے ملانوں کو سخت سست کہا کہ انہوں نے مولوی ثناء اللہ وغیرہ کو بلوا کر مرزا صاحب کے حق میں سخت گوئی کی اور وبا پھیلی۔

(تاریخ احمدیت جلد دوم، صفحہ 229)

15۔ 1907ء میں جو معاند طاعون کا شکار ہوئے ان میں سے سب سے زیادہ بدگو مولوی سعد اللہ لدھیانوی نومسلم تھا ......... اس شخص نے ابتداء ہی سے سلسلہ کی مخالفت انتہا تک پہنچائی تھی اور سب وشتم سے بھری ہوئی تحریرات نظم و نثر میں شائع کیں۔ اسی پر اکتفاء نہ کرتے ہوئے سعد اللہ لدھیانوی نے اپنی کتاب ''شہاب ثاقب بر مسیح کاذب'' میں حضورؑ کی ہلاکت و تباہی کی پیشگوئی کی ......... یعنی خدا کی طرف سے تیرے لئے مقدر ہو چکا ہے کہ خدا تجھے پکڑے گا اور تیری رگ جان کاٹ دے گا۔ تب تیرے مرنے کے بعد تیرا جھوٹا سلسلہ تباہ ہو جائے گا اور اگرچہ تم لوگ کہتے ہو کہ ابتلاء بھی آیا کرتے ہیں مگر آخر تو حشر کے دن نیز اس دنیا میں نامراد رہے گا۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو 29 دسمبر 1894ء کو بذریعہ الہام خبر دی ''اِنَّ شَانِئَكَ هُوَالْاَبْتَرُ'' یعنی (اسداللہ) تیرا دشمن ابتر اور مقطوع النسل مرے گا ......... حضور کی بد دعا اور اس الہام پر ابھی صرف چند راتیں ہی گزری تھیں کہ سعد اللہ کو جنوری کے 1907ء کے پہلے ہفتہ میں پلیگ ہوا۔ اور وہ ہزار حسرتوں کے ساتھ اس جہان سے چل بسا۔ اس کے لڑکے کی نسبت حاجی عبدالرحیم کی دختر سے ہو چکی تھی اور عنقریب شادی ہونیوالی تھی اسے یہ بھی نصیب نہ ہوا کہ اپنے اکلوتے لڑکے کی شادی دیکھ لیتا۔ سعد اللہ کی موت کے بعد اس کے بیٹے نے گو شادی کرلی مگر لمبا عرصہ زندہ رہنے کے باوجود تمام عمر لاولد رہ کر 12جنوری 1926ء کو موضوع کرم کلاں میں فوت گیا۔

(تاریخ احمدیت جلد دوم، صفحہ 480-482)

## چوتھی شق۔ طاعون کے زائل ہونے کے لئے قبول احمدیت کی شرط

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے طاعون کی وباء کو اپنی صداقت کے

گواہ کے طور پر پیش کرتے ہوئے اس وباء کا ایک امتیازی کردار یہ بھی بیان فرمایا تھا کہ وہ اس وقت تک نہیں ٹلے گی جب تک لوگ آپ کو قبول نہیں کریں گے۔ پیشگوئی کا یہ حصہ بھی جیسا کہ شق نمبر 2 میں گزر چکا ہے بڑے وسیع پیمانے پر بڑی وضاحت کے ساتھ پورا ہوا۔ خصوصاً پنجاب کی سرزمین میں جو پیشگوئی کا اولین مصداق تھی طاعون کے نتیجہ میں اس کثرت سے احمدیت کی طرف رجحان ہوا کہ احمدیت کی تاریخ میں اس کی کوئی دوسری مثال نظر نہیں آتی۔ یعنی قبول احمدیت کی وجوہات کا اگر علیحدہ علیحدہ جائزہ لیا جائے اس مقابلہ میں طاعون غالباً ہر دوسری وجہ پر سبقت لے جائے گا۔ اس ضمن میں تاریخ احمدیت سے ایک چھوٹا سا اقتباس درج ذیل کیا جاتا ہے۔ جس سے قبول احمدیت کے ضمن میں طاعون کے اثرات کا کچھ اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

’’جیسا کہ حضورؑ نے پیشگوئی فرمائی تھی جماعت سے بھی خارق عادت سلوک ہوا جس کے نتیجہ میں جماعت کی ان دنوں اتنی غیر معمولی ترقی ہوئی کہ اس کی تعداد ہزاروں سے نکل کر 1902ء میں ایک لاکھ تک پہنچ گئی۔ 1903ء میں اس کثرت سے لوگ آپؑ کے مبائعین میں شامل ہوئے کہ اخبار الحکم کو مجبوراً نئے مبائعین کی فہرست کا کالم بھی بند کر دینا پڑا۔ 1904ء میں یہ تعداد دو لاکھ تک اور 1906ء چار لاکھ تک پہنچ گئی۔‘‘

(تاریخ احمدیت، جلد دوم، صفحہ 216)

یہاں یہ سوال اٹھایا جا سکتا ہے کہ ملک کی اکثریت تو بہرحال ایمان نہیں لائی پھر ہزار ہا انسانوں یا ایک دو لاکھ انسانوں کے قبول احمدیت کے نتیجہ میں طاعون کا ٹل جانا کیا معنیٰ رکھتا ہے اور کیا یہ پیشگوئی کے مدعا اور روح کے منافی ہیں؟ اس سوال کا ایک جواب تو یہ ہے کہ عذاب الٰہی کے ٹلنے کے لئے اکثریت کے ایمان کی نہ تو کوئی شرط قرآن کریم میں نظر آتی ہے نہ ہی تاریخ مذہب پر نگاہ ڈالنے سے یہ امر مستنبط ہوتا ہے۔ اس کے برعکس ایسی مثالیں کثرت سے ملتی ہیں کہ قوم کے ایک حصہ کے استغفار یا ایمان لانے کے نتیجہ میں عذاب ٹل گئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وہ مشہور واقعہ بھی اسی پہلو سے فلسفہ عذاب پر روشنی ڈالتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درمیان ایک مکالمہ و مخاطبہ کی صورت میں یہ دکھایا گیا ہے کہ ایک ایسی بستی کو جس کے لئے عذاب مقدر ہو چکا تھا اللہ تعالیٰ اس صورت میں بھی بچانے پر آمادہ تھا کہ وہاں چند بندے ہی خدا کا خوف رکھنے والے موجود ہوں۔

پس طاعون کی وباء کے دوران چار لاکھ کے قریب انسانوں کا مامور وقت پر ایمان لانا کوئی معمولی اور ناقابل اعتناء واقعہ نہیں اور اس کے نتیجہ میں طاعون کے عذاب کا بالآخر ٹل جانا نہ تو سنت اللہ کے خلاف ہے نہ پیشگوئی کی صداقت پر حرف لانے کا موجب بن سکتا ہے تاہم اس موقعہ پر ایک غلط فہمی کا ازالہ بھی ضروری ہے۔ ہمارا عذاب ٹلنے سے یہ مطلب ہرگز نہیں کہ چند لوگوں کے استغفار سے سلسلہ عذاب ہی ہمیشہ کے لئے منقطع کر دیا جاتا ہے۔ محض ایک عذاب کا استغفار کے نتیجہ میں ٹل جانا اور چیز ہے اور سلسلہ عذاب کا کلیۃً منقطع ہو جانا اور چیز۔ فرعون کی قوم پر جو پے در پے عذاب آئے وہ بعض یا اکثر دلوں میں خوف خدا پیدا ہونے کے نتیجے میں ٹل جاتے رہے لیکن جب تک وہ آخری مقصد پورا نہ ہوا جو دراصل ان عذابوں کی علّت غائی تھا، سلسلہ عذاب منقطع نہ ہوا۔ سلسلہ عذاب کا آخری مقصد بہر حال مامور زمانہ کی فیصلہ کن فتح ہوا کرتا ہے۔ یعنی یا تو اکثریت ایمان لے آتی ہے یا اکثریت ہلاک ہو جاتی ہے۔ اس پہلو سے جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی پر مزید نگاہ دوڑائیں گے تو معلوم ہو جائے گا کہ طاعون ایک وسیع تر سلسلہ عذاب کی ایک کڑی تھا۔ یہ کڑی زمانہ کے جس دور پر محیط تھی اس دور میں اس نے اپنا مفوضہ کام بڑی عمدگی اور صفائی کے ساتھ سرانجام دیا اور وہاں جا کر رکی جہاں عذاب کی ایک دوسری کڑی نے اس سے ذمہ داری کا علم سنبھال لیا۔ اس نقطہ کو سمجھ کر جب ہم مامورین گزشتہ کے حالات پر نظر ڈالتے ہیں تو ایک ’’میڈلے ریس‘‘ یعنی ایسی دوڑ کا سا نظارہ دکھائی دیتا ہے جس میں دوڑنے والا جب ایک مقررہ مقام پر پہنچتا ہے تو اس کا دوسرا ساتھی اس سے جھنڈا لے کر آگے بڑھنا شروع ہو جاتا ہے اور پھر ایک تیسرا ساتھی یہ جھنڈا اس سے لے کر اگلی دوڑ سنبھال لیتا ہے منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں اس میڈلے ریس میں قرآنی بیان کے مطابق پانچ عذابوں کی ایک ٹیم نے حصہ لیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے ایسے پے در پے عذابوں کی خبر دی ہے جو آخر مقصد کے حصول تک ایک دوسرے کے بعد آتے چلے جائیں گے۔ طاعون ان میں سے ایک تھا۔

ایک اور پہلو سے جب ہم طاعون کے عذاب پر نظر ڈالتے ہیں تو پیشگوئی کی زیر نظر شق کے ایک نئے مفہوم کی طرف توجہ مبذول ہو جاتی ہے جو دلچسپ بھی ہے اور ہولناک بھی۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ فلاں چیز پیچھا نہیں چھوڑے گی جب تم فلاں بات ظاہر نہ ہو تو جس چیز کا ذکر کیا جا رہا ہو اس کی عادات و اطوار کے مطابق ’’پیچھا نہ چھوڑے‘‘ کے معنوں کی تعیین کی جاتی ہے۔ قبل ازیں یہ ذکر گزر رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بھی طاعون عذاب الٰہی کے طور پر عیسائیت کی تائید میں ظاہر ہوئی تھی اور اس نے دشمنوں کا پیچھا نہ چھوڑا تاوقتیکہ انہیں مغلوب نہ کر لیا۔ اس تاریخی پس منظر میں جب ہم یہ کہتے ہیں کہ طاعون نے ’’پیچھا نہ چھوڑا‘‘ تو مراد یہ ہے کہ مسلسل تین صدیوں تک یہ عیسائیت کی تائید میں کرشمے دکھاتے اور عیسائیت کو بڑھانے اور دشمن کو کم کرنے کے لئے ظاہر ہوتی رہی۔

طبعاً ذہن اس طرف منتقل ہوتا ہے کہ مسیح اوّل کے دور کی طرح مسیح ثانی کے دور میں بھی طاعون کے پیچھا نہ چھوڑنے کا یہ مطلب تو نہیں کہ تاوقتیکہ احمدیت کو فتح نصیب نہ ہو یہ تقریباً ایک سو سال کے وقفے سے عذاب الٰہی کی صورت میں ظاہر ہوتا رہے گا اور پیچھا نہ چھوڑے گا جب تک کہ احمدیت کی آخری فتح کا منہ دیکھ لے۔ کوئی اور چاہے تو اسے ایک ذوقی استنباط قرار دے لے مگر میرے دل میں تو گمان غالب یہی ہے کہ اسی طرح ہو گا اور مسیح ثانی کے دور میں بھی طاعون دو یا تین صد سالہ جلوے دکھائے گا۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔ اگر میرا یہ استنباط درست ہے تو طاعون کی حیثیت عذاب کی ایک کڑی کی نہیں رہتی بلکہ بذات خود ایک سلسلہ عذاب کہلائے گا جو کڑیوں پر مشتمل ہے۔ مزید برآں اگر میرا مندرجہ بالا استدلال درست ہے تو طاعون کی جلوہ نمائی کا دوسرا دور قریب آ چکا ہے اور بعید نہیں کہ آئندہ چند سال میں یہ ظاہر ہو جائے اور 2000عیسوی تک ایک ہولناک عالمگیر وبا کی شکل اختیار کر جائے۔ اگر ایسا ہو تو جماعت احمدیہ کے لئے اس میں تنبیہ بھی ہے اور بشارت بھی۔ تنبیہ یہ ہے کہ صرف احمدیت کا عنوان طاعون سے بچانے کے لئے کافی نہ ہو گا بلکہ تقویٰ کی شرط بھی ساتھ لگی ہوئی ہے۔ اور مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر ایمان کے ساتھ تقویٰ کی زندگی بسر کرنا اور ہر قسم کے تکبر اور نخوت کو ترک کر دینا بھی طاعون سے بچنے کے لوازمات میں شامل ہیں۔ بشارت کا پہلو یہ ہے کہ جماعت میں اس وقت تک جو عملی کمزوریاں آ چکی ہوں گی طاعون کا خوف بڑی تیزی کے ساتھ ان کی اصلاح کرے گا اور وہ احمدی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کی چار دیواری سے باہر ہوا خوری میں مصروف ہوں گے وہ انشاءاللہ بڑی سرعت کے ساتھ دوڑتے ہوئے اس چار دیواری میں واپس لوٹنے کی کوشش کریں گے جو امن اور عافیت کا حصار ہے۔ غرضیکہ امت کے ساتھ طاعون کے امتیازی سلوک کا نشان بہرحال قائم رہے گا اور ایک دفعہ پھر فوج در فوج لوگ احمدیت میں داخل ہوں گے۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔ میرا دل یہی کہتا ہے کہ ایسا ہی ہو گا۔

مَاشَآءَ اللّٰہُ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

بقیہ: اسلامی کیلنڈر کے سال نو کا آغاز ...... از صفحہ 3

پھر ایک سال کے آغاز پر فرمایا:

’’میں تمام دنیا کے احمدیوں کو پہلے تو نئے سال کی مبارکباد دینا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ یہ سال ہمارے لئے مبارک کرے اور بے شمار کامیابیاں لے کر آئے۔ لیکن ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ صرف رسمی مبارکباد کہہ دینے کا تو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ نہ ہی رسمی مبارکباد اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والا بناتی ہے۔ سال کی حقیقی مبارکباد یہ ہے کہ ہم یہ عہد کریں کہ اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں ایک اور سال کا سورج دکھایا ہے، اس میں داخل کیا ہے تو اس میں ہم اپنے اندر کی کمزوریوں اور اندھیروں کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ گزشتہ سال میں جو کمیاں اور کوتاہیاں ہو گئی ہیں ہم یہ عہد کریں کہ ہم انہیں دور کریں گے۔ اپنے اندر پہلے سے بڑھ کر وہ پاک تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کریں گے جس کے حصول کے لئے ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عہد بیعت باندھا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک موقع پر یہ بیان فرماتے ہوئے کہ ایک احمدی کو کیسا ہونا چاہئے؟ فرمایا کہ ’’آدمی کو بیعت کر کے صرف یہی نہ ماننا چاہئے کہ یہ سلسلہ حق ہے اور اتنا ماننے سے اسے برکت ہوتی ہے۔‘‘ فرمایا کہ ’’... کوشش کرو کہ جب اس سلسلہ میں داخل ہوئے ہو تو نیک بنو۔ متقی بنو۔ ہر ایک بدی سے بچو۔ ... رات اور دن تضرع میں لگے رہو ... زبانوں کو نرم رکھو۔ استغفار کو اپنا معمول بناؤ۔ نمازوں میں دعائیں کرو۔‘‘ نمازوں میں دعائیں تبھی ہوں گی جب نمازوں کا حق ادا کرنے والے ہوں گے۔ انہیں سنوار کر پڑھنے والے ہوں گے۔ فرمایا کہ ’’... نرا ماننا انسان کے کام نہیں آتا ... خدا تعالیٰ صرف قول سے راضی نہیں ہوتا قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ عمل صالح بھی رکھا ہے۔‘‘ فرمایا ’’عمل صالح اسے کہتے ہیں جس میں ایک ذرّہ بھر فساد نہ ہو۔‘‘ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 274-275۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) پس یہ معیار ہے، یہ لائحہ عمل ہے جس پر اگر ہم اس سال میں عمل کرنے والے ہوں گے، ان باتوں کے حصول کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتیں استعمال کرنے کی کوشش کریں گے تو یقیناً یہ سال ہمارے لئے مبارک اور بہت سی برکتیں لانے والا سال ہو گا۔ اور اگر یہ نہیں تو جیسا کہ مَیں نے کہا ہمارے نئے سال کی مبارکباد رسمی مبارکباد ہے۔ نئے سال کے آغاز کی پہلی رات میں تہجد اور باجماعت فجر کی نماز پڑھ لینا تمام سال کی نیکیوں پر حاوی نہیں ہو جاتا بلکہ اس کوشش کو حتی المقدور تمام سال پر جاری رکھنا اصل نیکی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور حقیقتہ میں ہماری ذاتی زندگیوں میں بھی یہ سال بے شمار برکات لانے والا بنے اور جماعت کی غیر معمولی ترقیات بھی ہم دیکھنے والے ہوں۔‘‘

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 4 جنوری 2019ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 25 جنوری 2019ء)

☆...☆...☆

# مسجد الاقصیٰ سینگاپارنہ مغربی جاوا انڈونیشیا کا افتتاح

جماعت احمدیہ سینگاپارنہ مغربی جاوا قدیم جماعتوں میں سے ایک ایسی جماعت ہے جسے اپنی ترقیات کی منازل طے کرتے ہوئے مختلف مراحل اور ابتلاؤں سے بھی گزرنا پڑا۔ مقامی جماعت کی ایک مسجد پر جس کا نام مسجد الاقصیٰ ہے مرمتوں اور اس کی تعمیرِ نو کا کام کیا جانا تھا جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مارچ 2020ء میں مکمل ہو گیا اور پانچ ماہ بعد اس کی افتتاحی تقریب ہوئی۔

مورخہ 22/ جولائی 2020ء کو مولانا عبد الباسط صاحب نیشنل امیر جماعت احمدیہ انڈونیشیا اس مسجد کی افتتاحی تقریب میں تشریف لائے جس میں ممبران جماعت کے علاوہ ضلعی مبلغین اور مقامی عاملہ کے اراکین بھی موجود تھے۔ اس موقعے پر دعا کے ساتھ مسجد کا افتتاح عمل میں آیا جو امیر صاحب نے کروائی۔

مقامی جماعت کے ایک بزرگ ناصر مکرم آڈے کرسانا صاحب نے اس موقعے پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس مسجد میں تشریف لاکر خاص دعا کروانے سے متعلق ایک ایمان افروز واقعے کا ذکر کیا کہ جب 2000ء میں حضور یہاں تشریف لائے تو پروگرام کے مطابق غالباً حضورؒ نے اس مسجد کے اندر تشریف نہیں لانا تھا۔ لیکن جب حضرت صاحب نے قافلے میں گزرتے ہوئے کافی زیادہ لوگوں کو ہاتھ لہراتے ہوئے دیکھا تو اس وقت حضور نے موٹر چلانے کی سعادت حاصل کرنے والے دوست محترم آلٹو عمر قیوم صاحب سے دریافت فرمایا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ جب معلوم ہوا کہ وہ احباب جماعت ہیں جو اپنے پیارے آقا کی محبت کے اظہار میں ہاتھ لہرا رہے ہیں تو اگرچہ حضور کا قافلہ چند سو میٹر گزر گیا تھا پھر بھی حضور نے از راہ شفقت اس مسجد میں واپس تشریف لاکر مقامی احباب جماعت سے ملاقات فرمائی اور مسجد کے محراب میں کھڑے ہو کر خاص دعا فرمائی۔

انہوں نے مزید بتایا کہ یہ مسجد 1980ء میں تعمیر ہوئی تھی۔ شدت پسند مخالفین احمدیت نے 2007ء میں اس مسجد پر حملہ کر کے اسے کافی نقصان پہنچایا۔ مقامی مربی مکرم عثمان انس صاحب نے ذکر کیا کہ لوکل احباب جماعت نے یہ عزم کیا کہ ہم نے اس مسجد کی تعمیر نو کروانی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو اس کی توفیق عطا فرمائی۔

تعمیر نو کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس مسجد میں بیک وقت 500 سے زائد افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ ایک خوبصورت مینار جو منارۃ المسیح قادیان کے طرز تعمیر سے مشابہ ہے تعمیر کیا گیا ہے۔ مینار کی بلندی 60 فٹ ہے لہذا یہ مینار نہ صرف لوکل جماعت بلکہ علاقے کی شناخت بن چکا ہے۔ فالحمد للہ

(فضل عمر فاروق۔ انڈونیشیا)

☆...☆...☆

# بینن میں عید الاضحیٰ

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے امسال عید الاضحیٰ کے موقع پر جماعت احمدیہ بینن کو ہیومینٹی فرسٹ جرمنی کے تعاون سے ملک بھر کے 713/ مقامات پر 491/ قربانیاں کرنے کی توفیق ملی جس سے 52230/ افراد مستفید ہوئے۔

ملک کے دور افتادہ علاقوں میں بسنے والے کئی ایسے غربا اور ضرورت مند بھی ہوتے ہیں جن کو سال بھر میں گوشت کھانا میسر نہیں آتا، انسانی خدمت کے جذبہ کے تحت ہمارے مبلغین و معلمین کرام نے ایسے لوگوں تک قربانی کا گوشت پہنچایا۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

علاوہ ازیں اس عید کے موقع پر حکومت کے فلاحی اداروں کو بھی قربانی کے جانور دیے گئے۔

28/ جولائی 2020ء کو گورنر ہاؤس Cotonou میں ایک تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں محترم امیر صاحب بینن نے اپنے 5 رکنی وفد کے ساتھ شرکت کی۔ انہوں نے میڈیا کے سامنے بتایا کہ ہر سال کی طرح امسال بھی پہلے سے بڑھ کر جماعت ملک بھر میں قربانیاں پیش کر رہی ہے تا کہ غربا و نادار لوگوں تک ان کا گوشت پہنچایا جاسکے۔ یہ آنحضور ﷺ کا فرمان ہے اور سالوں سے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا شعار ہے۔

گورنر صاحب اپنی مصروفیات کی بنا پر شہر میں نہیں تھے لہٰذا ان کے سیکرٹری صاحب نے جماعتی وفد کو خوش آمدید کہا اور جماعت کی کاوشوں کو سراہا۔ اس تقریب میں اسسٹنٹ منسٹر برائے سوشل افیئرز اینڈ مائیکرو فنانس نے بھی شرکت کی اور جماعت کا شکریہ ادا کیا۔ اس تقریب کی نیشنل ٹیلی ویژن E-Tele، Canal 3 TV، ORTB اور نیشنل اخبار La Nation نے خبر شائع کی۔

اس تقریب کے بعد ایک جماعتی وفد سوشل افیئر کی منسٹری گیا جہاں پر ڈائریکٹر برائے معذور اور عمر رسیدہ افراد (جن کے ماتحت معذور افراد کی دیکھ بھال کرنے والے 2/ ادارے ہیں) نے جماعتی وفد کا استقبال کیا۔ جماعت کی طرف سے ان کو قربانی کے جانور پیش کیے گئے۔ بعد ازاں گورنمنٹ کے مینٹل ہاسپٹل اور سول جیل کوتونو میں بھی جماعت کی طرف سے قربانی کے جانور اور دیگر اشیا خورونوش پیش کی گئیں۔

29/ جولائی 2020ء کو بینن کے دارالحکومت پورتونو میں گورنر ہاؤس میں ایک تقریب کا انعقاد ہوا جس میں گورنر صاحب کو عید کے موقع پر جماعت احمدیہ کی طرف سے تقسیم کیے جانے والے جانوروں کے بارے میں مختصراً بتایا گیا۔ اس پر انہوں نے جماعت کا شکریہ ادا کیا اور اپنے نمائندہ کو جماعتی وفد کے ساتھ بھجوایا جنہوں نے سول جیل پورتونو اور ذہنی معذور افراد کے ایک سنٹر میں قربانی کے جانور اور دیگر اشیا خورونوش پیش کیں۔

مورخہ 29/ جولائی 2020ء کو E-Tele جو ایک پرائیویٹ ٹی وی چینل ہے کی ٹیم احمدیہ مشن ہاؤس کوتونو آئی جو کہ بینن میں عید الاضحیٰ کے موقع پر ایک رپورٹ تیار کر رہی تھی انہوں نے محترم امیر صاحب کا انٹرویو اور قربانی سے متعلقہ اسلامی فلاسفی کو اپنی رپورٹ میں نشر کیا۔

اللہ تعالیٰ تمام قربانیاں پیش کرنے والوں اور کسی بھی لحاظ سے ان میں حصہ لینے والوں کو اس کا بہترین اجر عطا فرمائے اور آئندہ پہلے سے بڑھ کر قربانی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(رپورٹ: منتظر احمد۔)

☆...☆...☆

تبرکات

# پیشگوئیوں کے اصول
(قسط دوم)

(حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ)

## محکمات و متشابہات

آپ نے یہ آیت شریفہ پڑھی هُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ مِنۡهُ اٰیٰتٌ مُّحۡکَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الۡکِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِیۡنَ فِیۡ قُلُوۡبِهِمۡ زَیۡغٌ فَیَتَّبِعُوۡنَ مَا تَشَابَهَ مِنۡهُ ابۡتِغَآءَ الۡفِتۡنَةِ وَ ابۡتِغَآءَ تَاۡوِیۡلِهٖ ۚ وَ مَا یَعۡلَمُ تَاۡوِیۡلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَ الرّٰسِخُوۡنَ فِی الۡعِلۡمِ یَقُوۡلُوۡنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ کُلٌّ مِّنۡ عِنۡدِ رَبِّنَا ۚ وَ مَا یَذَّکَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ (آل عمران: 8)

میری تقریر کے دو حصے ہیں۔ اوّل وہ پیشگوئیاں جن پر مخالفوں کو اعتراض ہے۔ دوم جو بناء صداقت ہیں۔ جن میں گنجائش اعتراض نہیں۔

## مولوی ثناء اللہ سے آخری فیصلہ

سب سے پہلے میں مولوی ثناء اللہ کے متعلق جو حضرت اقدس کا اشتہار ہے وہ لیتا ہوں۔ اس کا عنوان ہے ”مولوی ثناء اللہ سے آخری فیصلہ“۔

اس میں حضرت اقدسؑ نے خدا سے دعا کی کہ خدایا! جو جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو اور یہ مضمون مولوی ثناء اللہ کے پاس بھیجا کہ آپ اس کو اپنے اخبار میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں ”اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ جب مضمون مولوی ثناء اللہ کے پاس گیا تو اس نے اپنے 26 اپریل 1921ء کے پرچہ اہلحدیث میں درج کیا اور اس کے نیچے لکھا کہ

”آپ اس دعویٰ میں قرآن شریف کے صریح خلاف کہہ رہے ہیں۔ قرآن تو کہتا ہے کہ بدکاروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے۔

سنو! مَنۡ کَانَ فِی الضَّلٰلَةِ فَلۡیَمۡدُدۡ لَهُ الرَّحۡمٰنُ مَدًّا (مریم:76) اور اِنَّمَا نُمۡلِیۡ لَهُمۡ لِیَزۡدَادُوۡۤا اِثۡمًا (آل عمران:179) اور یَمُدُّهُمۡ فِیۡ طُغۡیَانِهِمۡ یَعۡمَهُوۡنَ (البقرہ:16) وغیرہ آیات تمہاری اس دلیل کی تکذیب کرتی ہیں۔

اور سنو! بَلۡ مَتَّعۡنَا هٰۤؤُلَآءِ وَ اٰبَآءَهُمۡ حَتّٰی طَالَ عَلَیۡهِمُ الۡعُمُرُ (الانبیاء:45)۔ جس کے صاف معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ جھوٹے، دغاباز، مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے تا کہ وہ اس مہلت میں اور بھی بُرے کام کر لیں“ وغیرہ۔

اِدھر تو حضرت اقدسؑ نے یہ طریق فیصلہ پیش کیا اور دعا کی جو کسی الہام و وحی کے ماتحت نہ تھی بلکہ محض ایک دعا تھی، خدا کے حضور تھی اور طریق فیصلہ تھا جو ثناء اللہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ مگر ثناء اللہ نے اس پر مندرجہ بالا الفاظ لکھے چونکہ حجت مولوی ثناء اللہ پر کرنی تھی اور وہ اُسی کے مسلّمات سے ہو سکتی تھی اس لئے جو طریق اس نے پسند کیا اسی کے مطابق خدا نے حضرت مسیح موعودؑ کو وفات دے کر اس کو نافرمان، مفسد اور بدکار ثابت کیا (مطابق اُصول پیش کردہ اخبار اہلحدیث) لیکن ایک اور بات بھی ہے وہ یہ کہ حضرت اقدس نے اپنی کتاب اعجاز احمدی کے میں لکھا تھا کہ

”واضح رہے کہ مولوی ثناء اللہ کے ذریعہ سے عنقریب تین نشان میرے ظاہر ہوں گے

(1) وہ قادیان میں تمام پیشگوئیوں کی پڑتال کے لئے میرے پاس ہرگز نہیں آئیں گے اور سچی پیشگوئیوں کی اپنے قلم سے تصدیق کرنا اُن کے لئے موت ہوگی۔

(2) اگر اس چیلنج پر وہ مستعد ہوئے کہ کاذب صادق کے پہلے مر جائے تو ضرور وہ پہلے مریں گے۔

(3) اور سب سے پہلے اس اُردو مضمون اور عربی قصیدہ کے مقابلہ سے عاجز رہ کر جلد تر اُن کی رُوسیاہی ثابت ہو جائے گی۔“

(اعجاز احمدی۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 148)

یہ ایک پیشگوئی تھی جو 1902ء میں کی گئی۔ مگر دیکھو 1907ء میں وہ لکھتا ہے کہ یہ طریق فیصلہ مجھے منظور نہیں کہ کاذب صادق کے پہلے مرے۔ اس لئے خدا نے اس کو زندہ رکھا اور حضرت مسیح موعودؑ کو وفات دے دی۔

## قادیان میں طاعون کی پیشگوئی

دوسری پیشگوئی قادیان میں طاعون کے متعلق تھی۔ مولوی ثناء اللہ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے شائع کیا تھا کہ قادیان میں مطلق طاعون نہیں آئے گی مگر یہ غلط ہے۔ حضرت اقدسؑ کا کوئی الہام نہیں جس میں لکھا ہو کہ قادیان میں مطلق طاعون نہیں آئے گی۔ ہاں یہ لکھا ہوا ہے کہ قادیان میں طاعون جارف یعنی جھاڑو پھیر دینے والی طاعون نہیں آئے گی اور ایسی نہ ہوگی جو انسانی برداشت سے باہر ہو۔ سو ایسا ہی ہوا۔

دیکھو حضرت صاحبؑ نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ آپؑ کے گھر میں اور آپؑ کے خاک وخشت کے گھر میں رہنے والے کلیۃً اس ہلاکت سے بچائے جائیں گے۔ چنانچہ آج تک کہ بیس بائیس سال طاعون کو آئے ہوئے گزر گئے۔ ایک کیس بھی طاعون کا اس مکان میں نہیں ہوا۔ درآنحالیکہ ارد گرد طاعون آتی رہی لیکن یہ بالکل محفوظ رہا۔ خدا تعالیٰ نے نوحؑ کی کشتی کو دنیا کے لئے حضرت نوحؑ کی صداقت کا نشان ٹھہرایا۔ حالانکہ سیلاب سے بچنے کا سامان کشتی ہی ہوتی ہے مگر یہ دنیا میں کوئی ذریعہ تسلیم نہیں کیا گیا کہ طاعون سے بچنے کا ذریعہ کوئی گھر ہو۔ پس کس طرح اس نشان کو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی صداقت کا نشان نہ مانا جائے۔

## محمدی بیگم والی پیشگوئی

محمدی بیگم والی پیشگوئی پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ مگر جیسا کہ میں نے قرآن کریم سے بتایا تھا کہ وَمَا نُرۡسِلُ بِالۡاٰیٰتِ اِلَّا تَخۡوِیۡفًا (بنی اسرائیل: 60)۔ یہ نشان بھی انذاری تھا۔ وہ لوگ بے دین تھے۔ ان کے لئے یہ نشان ظاہر کیا۔ اس پیشگوئی کی دو ٹانگیں تھیں۔

(1) یہ کہ اگر محمدی بیگم کا والد احمد بیگ حضرت مسیح موعودؑ سے نکاح اس کا نہ کرے تو تین سال میں فوت ہو گا۔ چنانچہ احمد بیگ تو ابھی چند ہی مہینے محمدی بیگم کے نکاح پر گزرے تھے، ہوشیار پور میں فوت ہو گیا۔

(2) اور سلطان محمد نے اپنی حالت سے رجوع کیا اور خوف کھایا۔ اس لئے اس پر سے عذاب ٹل گیا۔ اگر کہا جائے کہ سلطان محمد بیعت میں داخل ہونا چاہئے تھا تب ہم اس کا رجوع مانیں گے۔ یہ غلط ہے کیونکہ رجوع کے لئے بیعت میں داخل ہونا شرط نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا مُوۡسٰی بِاٰیٰتِنَاۤ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ وَ مَلَا۠ئِهٖ فَقَالَ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ فَلَمَّا جَآءَهُمۡ بِاٰیٰتِنَاۤ اِذَا هُمۡ مِّنۡهَا یَضۡحَکُوۡنَ۔ وَ مَا نُرِیۡهِمۡ مِّنۡ اٰیَةٍ اِلَّا هِیَ اَکۡبَرُ مِنۡ اُخۡتِهَا ۫ وَ اَخَذۡنٰهُمۡ بِالۡعَذَابِ لَعَلَّهُمۡ یَرۡجِعُوۡنَ۔ وَ

قَالُوۡا یٰۤاَیُّهَ السّٰحِرُ ادۡعُ لَنَا رَبَّکَ بِمَا عَهِدَ عِنۡدَکَ ۚ اِنَّنَا لَمُهۡتَدُوۡنَ۔ کَشَفۡنَا عَنۡهُمُ الۡعَذَابَ اِذَا هُمۡ یَنۡکُثُوۡنَ (الزخرف:51-47)

اور ضرور ہم نے بھیجا موسیٰؑ کو اپنی آیات کے ساتھ فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف۔ پس موسیٰؑ نے کہا کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ پس جب وہ ان کے پاس ہماری نشانیوں کے ساتھ آیا، وہ اس سے ہنستے تھے۔ ہم ان کو کوئی نشان نہ دکھاتے تھے مگر وہ جو پہلے سے بڑا ہوتا تھا۔ اور پکڑا ہم نے ان کو عذاب کے ساتھ تا کہ وہ رجوع کریں۔ مگر ان کا رجوع کیسا تھا۔ اس کے لئے فرمایا۔ وہ کہتے تھے کہ اے جادوگر! ہمارے لئے دعا کر اس چیز کے ساتھ جس کا اس نے تجھ سے وعدہ کیا ہے۔ ہم اس سے ہدایت پائیں گے۔ پس جب ہم نے عذاب دور کر دیا وہ اپنے عہد سے پھر گئے۔

اب یہاں دیکھو کہ ان کے رجوع کا حال بیان کیا کہ ان کا رجوع یہ تھا کہ انہوں نے موسیٰؑ سے دعا کرائی۔ اگر چہ جادوگر ہی کہتے تھے۔ وہ ایمان نہیں لاتے تھے۔ بیعت نہیں کرتے تھے۔ پس اس آیت سے ثابت ہوا کہ رجوع کے لئے ایمان لانا شرط نہیں۔ ایسا ہی ان لوگوں نے رجوع کیا۔ اپنی بدزبانی سے رُک گئے۔ بلکہ آپ کے متعلق لکھا کہ ہم ان کو نیک، متقی اور اسلام کا خدمت گزار پہلے بھی اور اب بھی سمجھتے ہیں۔ جب ان کی یہ حالت تھی تو خدا نے ان پر سے عذاب کو ٹال دیا۔ ہاں حضرت صاحب کا اعلان ہے کہ اگر وہ پھر شوخی کریں گے تو مورد عذاب ہوں گے۔

اب میں صداقت کی چند دلیلیں پیش کرتا ہوں:

(1) مولوی ثناء اللہ نے اپنی تفسیر کے مقدمہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچا ہونے کی دلیل یہ لکھی ہے۔

## مولوی ثناء اللہ کے مُسلّمات سے مسیح موعود کی صداقت

نظام عالم میں جہاں اور قوانین الٰہی ہیں یہ بھی ہے کہ کاذب مدعی کی نبوت کی ترقی نہیں ہوتی بلکہ وہ جان سے مارا جاتا ہے۔

”اس سے یہ نہ کوئی سمجھے کہ جو نبی قتل ہوا وہ جھوٹا ہے۔ بلکہ ان میں عموم وخصوص مطلق ہے۔ یعنی یہ ایسا مطلب ہے جیسا کوئی کہے کہ جو شخص زہر کھاتا ہے مر جاتا ہے۔ اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ ہر مرنے والے نے زہر کھائی ہے۔ بلکہ یہ مطلب ہے کہ جو کوئی زہر کھائے گا وہ ضرور مرے گا اور اگر اس کے سوا بھی کوئی مرے تو ہو سکتا ہے گو اس نے زہر نہ کھائی ہو۔ یہی تمثیل ہے کہ دعویٰ نبوت کاذبہ مثل زہر کے ہے۔ جو کوئی زہر کھائے گا

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ہلاک ہو گا۔ اگر اس کے سوا بھی کوئی ہلاک ہو تو ممکن ہے۔ ہاں یہ نہ ہو گا کہ زہر کھانے والا بچ رہے۔‘‘

پھر لکھتے ہیں کہ

’’حالانکہ بقول اہل کتاب پیغمبر اسلام کاذب تھے۔ معاذ اللہ۔ پھر میں پوچھتا ہوں کہ کیا وجہ آپ کے گلے پر تلوار نہ پھری۔ آخر ہوا تو کیا جو اس (قانون الٰہی) کے مطابق حضور اقدس نہ مارے گئے۔ اگر یہ کلام سچ ہے تو آپ کی نبوت بھی بلا کلام حق ہے۔‘‘

(تفسیر ثنائی جلد اوّل صفحہ 17-16)

اب دیکھنا چاہئے کہ جب مولوی ثناء اللہ صاحب کے مسلّمات میں قرآن کریم کے رُو سے یہ بات ثابت شدہ ہے کہ جھوٹا نبی مارا جاتا ہے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ اہل کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا نبی مانتے ہیں۔ مگر یہ قانون بجائے آپ کو مجرم ثابت کرنے کے سچا ثابت کرتا ہے۔ اب میرا سوال مولوی ثناء اللہ سے ہے کہ جب وہ حضرت مرزا صاحب کو جھوٹا مدعی نبوت مانتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ ان کے بیان کردہ قانون الٰہی کے مطابق وہ مارے نہیں جاتے۔ پس ان کے مسلمات کے رُو سے ثابت ہو گیا کہ حضرت مرزا صاحب اپنے دعویٰ میں سچے ہیں۔

## معجزانہ کلام

قرآن کریم کہتا ہے۔

اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰٮہُ ؕ قُلۡ فَاۡتُوۡا بِعَشۡرِ سُوَرٍ مِّثۡلِہٖ مُفۡتَرَیٰتٍ وَّادۡعُوۡا مَنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ O فَاِلَّمۡ یَسۡتَجِیۡبُوۡا لَکُمۡ فَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَاۤ اُنۡزِلَ بِعِلۡمِ اللّٰہِ (ھود:15-14)

کیا یہ کہتے ہیں کہ یہ جھوٹ باندھ لیا تو کہہ دے کہ تم اس کی مانند دس سورتیں ہی جھوٹ موٹ کی بنا لاؤ اور اللہ کے سوا اَوروں کو بھی بلا لو اگر تم سچے ہو۔ پس اگر یہ قبول نہ کریں پس جان لو کہ یہ اللہ کے علم سے نازل کیا گیا ہے۔

اسی کے مطابق آپ نے خدا تعالیٰ کی تائید اور اس کے دیئے ہوئے علم سے کتابیں لکھیں اور تمام دنیا کے علماء کو چیلنج کیا مگر وہ جواب نہ لا سکے۔ اس سے ثابت ہے کہ وہ خدا کے علم کے ماتحت لکھی گئی ہیں اور یہ آپ کی صداقت کی نشانی ہے۔

پھر آپ نے خدا سے علم پا کر پیشگوئیاں شائع کیں جو ایسی ہیں کہ انسانی قیاس میں آ ہی نہ سکتی تھیں۔ ان میں سے دو یہ ہیں۔

## تقسیم بنگالہ

لارڈ کرزن (نے) بنگالہ تقسیم کیا۔ بنگالیوں نے ایجی ٹیشن پھیلایا جس کا کوئی اثر نہ ہوا بلکہ پارلیمنٹ تک میں اس کے متعلق فیصلہ کر دیا گیا کہ یہ فیصلہ منسوخ نہیں ہو سکتا۔ اگر ظاہری قیاس سے کوئی بات کہی جا سکتی تھی تو یہی کہ اب اس معاملہ کو یہیں چھوڑ دیا جائے کیونکہ اس میں کچھ ترمیم تنسیخ نہیں ہو سکتی۔ مگر آپ نے خدا سے خبر پا کر شائع کی کہ بنگالیوں کے متعلق جو حکم پہلے شائع کیا گیا تھا اب ان کی دلجوئی کی جائے گی اور ان کی دلجوئی اسی وقت ہو سکتی تھی کہ تقسیم میں ترمیم کر دی جائے۔ چنانچہ 1911ء میں بادشاہ دلّی میں آیا اور اس نے اس میں ترمیم کر دی اور خدا کی بات پوری ہوئی۔ پارلیمنٹ میں اعتراض ہوا مگر پھر اس معاملہ کو چھوڑ دیا گیا۔ کیا یہ آپ کی صداقت کی دلیل نہیں؟

## عبدالرحمن و حضرت عبداللطیف کی شہادت

دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے براہین احمدیہ میں خدا سے علم پا کر پیشگوئی کی کہ شَاتَانِ تُذۡبَحَانِ (براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 610)۔ علم تعبیر سے ثابت ہے کہ جو شخص ظلم سے مارا جائے اور وہ کچھ مقابلہ نہ کرے اس کی موت بکری کی موت ہوتی ہے۔ جب آپ نے دعویٰ کیا افغانستان سے دو شخص آپ کے سلسلہ میں ابتداءً داخل ہوئے۔ اوّل میاں عبدالرحمن صاحب اور دوسرے شاہزادہ عبداللطیف صاحب اور دونوں وہاں شہید کئے گئے اور دونوں نے ظالموں کا کچھ مقابلہ نہ کیا اور بکری کی طرح ذبح کئے گئے۔

رسول کریمؐ نے بھی دیکھا تھا کہ کچھ گائیں ذبح ہوئی ہیں اور اس سے مراد صحابہؓ تھے۔ اب دونوں پیشگوئیوں میں حکمت یہ ہے کہ مسیح موعود کے دو صحابی تو بغیر مقابلہ کے مارے گئے اور یہی ان کی حالت بتائی گئی تھی مگر آنحضرتؐ کے صحابہؓ کو گائے کی شکل میں دکھایا گیا اور گائے مارتی بھی ہے مرتی بھی ہے۔ چنانچہ انہوں نے قَاتَلُوۡا وَقُتِلُوۡا کے ارشاد کے ماتحت دشمنوں کو مارا بھی اور مر بھی گئے۔ یہ ہے عظیم الشان پیشگوئی کہ جس پر کوئی شخص انگلی نہیں رکھ سکتا۔

(الفضل قادیان 7 اپریل 1921ء)

# اموال میں برکت

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں

’’خدا کی راہ میں جو لوگ مال خرچ کرتے ہیں ان کے مالوں میں خدا اس طرح برکت دیتا ہے کہ جیسے ایک دانہ جب بویا جاتا ہے تو گویا وہ ایک ہی دانہ ہوتا ہے۔ مگر خدا اس میں سے سات خوشے نکال سکتا ہے اور ہر ایک خوشہ میں سو دانے پیدا کر سکتا ہے۔ یعنی اصل چیز سے زیادہ کر دینا یہ خدا کی قدرت میں داخل ہے اور درحقیقت ہم تمام لوگ خدا تعالیٰ کی اس قدرت سے ہی زندہ ہیں اور اگر خدا اپنی طرف سے کسی چیز کو زیادہ کرنے پر قادر نہ ہوتا تو تمام دنیا ہلاک ہو جاتی اور ایک جاندار بھی روئے زمین پر بھی باقی نہ رہتا۔‘‘

(چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 170)

احباب جماعت سے نہایت مؤدبانہ درخواست ہے کہ وہ اپنے عطیہ جات دفتر خزانہ صدر انجمن میں فضل عمر ہسپتال کی مدّ میں جمع کروا کر عنداللہ ماجور ہوں۔

# یتیم کی کفالت ایک اہم فرض

حضرت مسیح موعود کی بعثت کے وقت سے خدمت خلق کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا تھا۔ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب یتامیٰ کی پرورش اور خبر گیری کیلئے اس قدر اہتمام فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ یتامیٰ کے کھانے کیلئے ہوسٹل میں آٹا ختم ہو گیا۔ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب نے تو فوری طور پر باوجود شدید علالت کے تانگہ منگوایا اور مخیر دوستوں کو تحریک کر کے آٹا کا بندوبست کیا۔

اس کے بعد خلفاء احمدیت کی ہدایات اور راہنمائی میں یہ نظام چلتا رہا حتیٰ کہ مارچ 1989ء میں صد سالہ جوبلی کے مبارک موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے باقاعدہ طور پر کفالت یکصد یتامیٰ کے نام سے اس تحریک کا اجراء فرمایا اور فرمایا کہ اس مبارک اور تاریخی موقع پر شکرانہ کے طور پر جماعت احمدیہ ایک سو یتامیٰ کی کفالت کا ذمہ اٹھانے کا عہد کرتی ہے۔ چنانچہ یتامیٰ کی خدمات کے سائے بڑھتے بڑھتے آج قریباً پانچصد فیمیلز کے 2 ہزار 7 صد یتامیٰ زیر کفالت ہیں۔

یتامیٰ کی کفالت اور پرورش میں 1۔ خورونوش 2۔ تعلیمی اخراجات 3۔ بچیوں کی شادی کے اخراجات 4۔ علاج معالجہ اور مکان کی تعمیر و مرمت اور کرایہ کے اخراجات شامل ہیں۔ جس پر کل بیس لاکھ روپے ماہوار اخراجات ہو رہے ہیں اور آمد انتہائی کم ہے۔ اس کے باعث دفتر ہذا کو مالی مشکلات کا سامنا ہے۔ ایک یتیم کی کفالت پر ایک ہزار تا تین ہزار روپے ماہوار اخراجات ہوتے ہیں۔

تمام احباب جماعت سے عموماً اور مخیر حضرات مخلصین سے خصوصاً التماس ہے کہ اس مبارک تحریک میں بڑھ چڑھ کر شرکت فرما کر ممنون فرمائیں اور ہمارے پیارے آقاؐ کی اس پیاری حدیث کا مصداق بنیں۔ جس میں آپؐ فرماتے ہیں۔ میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح اکٹھے ہوں گے جس طرح دو انگلیاں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس اہم فریضہ کی ادائیگی کی بہترین توفیق دے۔ آمین

(سیکرٹری کمیٹی کفالت یکصد یتامیٰ دارالضیافت ربوہ)

| 19 اگست 2020ء | | طلوع فجر | غروب آفتاب |
|---|---|---|---|
| مکہ مکرمہ | 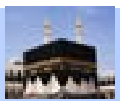 | 04:40 | 18:48 |
| مدینہ منورہ | 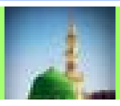 | 04:36 | 18:52 |
| قادیان | 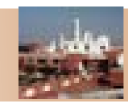 | 04:29 | 19:08 |
| ربوہ | | 04:09 | 18:47 |
| اسلام آباد ٹلفورڈ | | 04:27 | 20:16 |